روح المعانی میں صوفیانہ تفسیری رجحانات کا ایک تحقیقی جائزہ

An Overview of the Mystic Exegitical Trends in Tafseer Rooh ul M'aani

ممتاز حسین[i] ڈاکٹر عطاء الرحمان[ii]

Abstract

Allama Aalosi is a well known scholar of 13th Century. His reputation is due to his grand contribution in the field of Exegies (Tafseer). His compiled Tafseer is known as Tafseer Roohul Maani. This collection discusses every sort of science especially Fiqh and Spiritual Thoughts. As the commentator himself relates to a spiritual science, hence he has discussed the mystic related problems in his Tafseer with special consideration. Among the scholars of exegies, the explanation in light of spiritual trends is called Tafseer e Ishari. Imam Aalosi has a particular view point about the mystic opinions which has mentioned in various places of his Tafseer. His view point in the matter is unique and worth mentioning. He produces a specific term where he describe the mystic problems.In this article, the trends of the under reference Mufassir have been discussed in detailed which shall benefit the readers.

Key words

Mystic, Exegitical, Trends, Spiritual, Fiqh, Tafseer

امام آلوسیؒ کا تعارف

آپؒ کا پورا نام ابوالثناء شہاب الدین سید محمود بن عبداللہ ہے، حسینی نسبت ہے، والد کی جانب سے حسینی اور والدہ کی جانب سے حسنی ہیں۔ آپؒ بغداد کے علاقہ کرخ میں 1217ھ بمطابق 1802ء کو شعبان کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد صدر مدرس تھے آپؒ نے ایک علمی ماحول میں آنکھ کھولی، اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم تھے، تفسیر، حدیث، اصول تفسیر، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، لغت، ادب، عقائد، فلسفہ، ہیئت، صرف و نحو، منطق، تصوف اور علم کلام پر مکمل عبور حاصل تھا، 53 برس کی عمر میں 25 ذی قعدہ 1270ھ کو وفات پائی[1]۔

i پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

ii پروفیسر علوم اسلامیہ و ڈین فیکلٹی آف آرٹس، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

روح المعانی کا تعارف :اس تفسیر کا پورا نام " روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی "ہے۔یہ در حقیقت فن تفسیر میں لکھی گئی ہے تاہم یہ ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے اس میں درج ذیل امور کا اہتمام کیا گیا ہے :قرآنی آیات کی دلنشین تفسیر کرتے ہوئے ربط و مناسبت کو بیان کیا گیا ہے، شان نزول، نحوی مسائل و تراکیب، اعراب اور قراءتوں کو بیان کرتے ہیں صیغوں کی تعیین و تعلیل،لغوی اور شرعی معنی کی وضاحت کرتے ہیں، ناسخ و منسوخ اور کی تعیین کے ساتھ متعارض نصوص میں تطبیق بیان کرتے ہیں۔ آیاتِ قرآنی سے فقہی احکام کا استنباط، اشعار سے استشہاد، موضوع اور اسرائیلی روایات پر زوردار تنقید، روایت کے ساتھ درایت کا حسین امتزاج آپ کے اسلوب کا حصہ ہے۔

احکام شرعی کے اسرار اور حکمتوں کو بھی بیان کرتے ہیں۔الحاد و زندقہ اور بدعات کی امیزش سے پاک سلوک اور صوفیانہ تفسیر کو بھرپور توجہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں، صوفیانہ تفسیر کو اشاری تفسیر بھی کہا جاتا ہے۔[2] ذیل میں اسی صوفیانہ تفسیری رجحان کو اجاگر کیا گیا ہے۔

لغوی تحقیق

آپؒ صوفیانہ تفسیر کے لئے "ومن باب الاشارۃ" کا عنوان قائم کرتے ہیں اس لئے سب سے پہلے اشارہ کی لغوی تحقیق پیش کی جاتی ہے۔"اشارہ" عربی زبان کا لفظ ہے یہ "اشار یشیر اشارۃ" سے باب افعال کا مصدر ہے اس کا مادہ "شور" ہے سر، ہاتھ، آنکھ یا انگلی کی حرکت سے بتانا یا سمجھانا "اشارہ" کہلاتا ہے[3]۔ حدیث میں یہ لفظ اس طرح استعمال ہوا ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ فِي الصَّلَاةِ[4]

"انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نماز میں اشارہ کرتے تھے۔"

قرآن کریم میں یوں استعمال ہوا ہے:

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا[5]

"پس مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا، وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے۔"

اشارہ کی اقسام

1. حسی اشارہ ہے جو اسمائے اشارہ کے ذریعے کیا جاتا ہے۔
2. ذہنی اشارہ ہے جس میں کلام بہت زیادہ معنوں کو شامل ہو، اگر اس کی تعبیر الفاظ میں کی جائے تو زیادہ الفاظ کی ضرورت پڑتی ہے، تفسیر اشاری بھی اسی قبیل سے ہے[6]۔

اصطلاحی تعریف

ظاہر کی بجائے اہل علم، اصحاب طریقت، ارباب سلوک وعارفین پر کشف یا الہام کے ذریعے منکشف ہونے والے مخفی اشاروں کے مطابق قرآن کریم کی تشریح کرنا "تفسیرِ اشاری اور صوفیانہ تفسیر" کہلاتی ہے، اس کا دوسرا نام تفسیرِ فیضی ہے۔[7] چنانچہ اس میں مفسر ظاہری معنی کے علاوہ کوئی دوسرا معنی اختیار کرتا ہے جس کا آیت احتمال رکھے۔ لیکن وہ ہر انسان پر منکشف نہیں ہوتا بلکہ اس شخص پر ظاہر ہوتا ہے جس کا دل اللہ تعالی نے کھول دیا ہو، اس کی بصیرت کو روشن کر دیا ہو، نیک بندوں میں شامل کر کے مخصوص فہم وادراک سے اسے نوازا ہو جیسا کہ موسیٰؑ اور خضرؑ کے قصہ میں اس کا ذکر ملتا ہے:

فَوَجَدَا عَبْداً مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْماً [8]

"سو وہاں پہنچ کر اس نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھایا تھا۔"

اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ایسے اشارے ہیں جن کا ادراک علم وعمل اور صلاح وتقوے والوں کو قرآن کریم کی تلاوت کے درمیان ہوتا ہے یہ ایسی ذوقی اور وجدانی کیفیات ہیں جو معانی رکھتے ہیں۔ دوسری قسم تکوینیات پر مشتمل آیات میں ایسے واضح اشارے ہیں جو نئے ایجادات سے مزید کھلتے جا رہے ہیں۔[9]

صوفیانہ تفسیر کا حکم

اس حوالے سے علم تفسیر کے ماہرین اور محققین کے متضاد آراء اور متعدد اقوال ہیں چنانچہ بعض اسے جائز کہتے ہیں تو بعض اسے ممنوع کہتے ہیں، کچھ لوگ اسے کامل ایمان اور خالص معرفت خداوندی میں شمار کرتے ہیں تو دوسرے بعض اسے زیغ وضلال اور دین الہی سے انحراف سمجھتے ہیں مثلاً علامہ واحدیؒ ابو عبدالرحمٰن تستری کی "حقائق التفسیر" کو تفسیر کا نام دینا گوارا نہیں کرتے کیونکہ یہ صوفیانہ طرز کی تفسیر ہے۔[10]

بعض حضرات اس کو نہ حرام کہتے ہیں اور نہ ہی اسے تفسیر کا درجہ دیتے ہیں چنانچہ علامہ زرکشی لکھتے ہیں:

"تفہیم قرآن میں صوفیاء کا کلام تفسیری مقام نہیں رکھتا بلکہ وجدانی کیفیات ہیں جن کا تلاوت کے وقت فیضان ہوتا ہے[11]۔"

حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہت باریک موضوع ہے جو فہم وبصیرت اور حقیقت کی گہرائیوں میں غوطہ زنی کا متقاضی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اگر تفسیر کی اس قسم سے مقصود خواہشات کی تکمیل، قرآنی آیات کا اہمال ہو جیسا کہ فرقہ باطنیہ نے کیا ہے تو یہ زندقہ اور الحاد ہے۔ اس کے ناجائز اور حرام ہونے میں شک کی گنجائش نہیں ہے۔ فرقہ باطنیہ کا اعتقاد ہے کہ قرآن کریم

کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے، مقصود و مراد صرف باطن ہے، ظاہر کو ماننا حماقت ہے۔[12] وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ[13]

"پھر ان فریقین کے درمیان میں ایک دیوار قائم کر دی جائی گی جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا اس کے اندرونی جانب میں رحمت ہوگی اور بیرونی جانب کی طرف عذاب ہوگا"۔

ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ "جس نے عبادت کی حقیقت کو پالیا، اس کے معنی کو جان لیا، اس سے فرائض ساقط ہو جائیں گے۔ اس حوالے سے ان کا استدلال اس آیت سے ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ[14]

"اور آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے یہاں تک کہ آپ کو یقین (موت) آجائے۔"

وہ یہ کہتے ہیں کہ نماز سے مراد امام کی خاطر داری ہے حج سے مراد اس کی زیارت ہے، روزہ سے مراد یہ ہے کہ امام کے راز کو پھیلانے سے رک جائے[15]۔

صوفیانہ تفسیر کے نام سے ایک قسم کی تفسیر تو یہ ہے جو خواہشات، فرقہ پرستی، تعصب اور اپنی من گھڑت آرا کی بے جا تائید ہے اس کے مردود ہونے میں شک وشبہ نہیں۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، انسانی فکر اس کا احاطہ نہیں کر سکتی کیونکہ وہ طاقتوں اور قدرتوں کے خالق و مالک کا کلام ہے اس میں متنوع مفاہیم، اسرار، نکتے، باریکیاں اور لا متناہی عجائبات ہیں، جو اس نظر سے دیکھے گا وہ اشاری تفسیر کے جواز کا قائل ہوگا چنانچہ اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ کتاب و سنت کے نصوص کو ان ہی معانی پر محمول کیا جائے جو لغت یا شرع سے معلوم ہوئے ہیں جب تک ان کے خلاف دوسرے معانی لینے پر دلیل قطعی موجود نہ ہو[16]۔

صوفیانہ تفسیر کے جواز پر دلائل

صوفیانہ تفسیر کے جواز پر متعدد دلائل پیش کئے ہیں جن میں چند درجہ ذیل ہیں:

1. **دلیل:** ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ مجھے اکابر بدری صحابہؓ کے ساتھ مشورے میں بلاتے، ان میں بعض نے یہ محسوس کیا کہ یہ ہمارے ساتھ کیوں شریک ہوتا ہے حالانکہ ہمارے بیٹے بھی اس کے ہم عمر ہیں، عمرؓ نے فرمایا! یہ ان لوگوں میں ہے جن کو آپ جانتے ہو، ان کو دکھانے کے لئے ایک دن مجھے ان کے ساتھ بلایا اور سورہ نصر کی تلاوت کر کے اس کی تفسیر دریافت کی، بعض نے کہا اس میں حمد واستغفار، فتح اور نصرت کا ذکر ہے، بعض نے کچھ نہیں کہا، بعض نے کہا ہم نہیں جانتے۔ پھر مجھ سے پوچھا! اے ابن عباسؓ کیا آپ بھی یہی کہتے ہیں؟ میں نے جواب میں کہا!

نہیں، آپؓ نے فرمایا پھر آپ کیا کہتے ہیں؟ میں نے جواب میں کہا اس میں آپ ﷺ کی وفات کا ذکر ہے۔ عمرؓ نے فرمایا میرے علم میں بھی یہی ہے [17]۔

2. **دلیل:** ارشاد نبویؐ ہے ہر آیت کا ظاہر و باطن ہے اور ہر ایک کی ایک حد اور اس پر مطلع ہونے کا ایک مقام ہے [18]۔

3. **دلیل:** یہ لوگ قرآن کریم میں غور و فکر نہیں کرتے بلکہ ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں [19]۔

جو جواز کے قائل ہیں وہ بھی اس کے لئے شرائط لگاتے ہیں۔ صوفیانہ واشاری تفسیر کے معتبر ہونے کے لئے درجہ ذیل شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ آیت میں لغوی لحاظ سے اس کا احتمال ہو مثلاً بیت (گھر) کی تفسیر قلب (دل) سے کی جائے تو درست ہے کیونکہ دل بھی گھر ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ دوسرے دلائل سے اس کی تائید ہوتی ہو [20]۔

تیسری شرط یہ ہے کہ وہ شرعی یا عقلی دلیل کے خلاف نہ ہو۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ صوفیانہ واشاری تفسیر کو اصل سمجھ کر ظاہری تفسیر کا انکار نہ کرے۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ رکیک وبعید تاویل نہ ہو جیسے وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ [21] میں لَمَعَ کو ماضی کا صیغہ قرار دے کر الْمُحْسِنِينَ کو اس کا مفعول قرار دینا اس قسم کی تاویل درست نہیں۔ [22] ان شرائط کے ساتھ تفسیر کی جائے تو مقبول ہے ورنہ مردود ہو گی۔

صوفیانہ تفسیر کے بارے میں امام آلوسیؒ کی رائے

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

"صوفیہ سادات کا کلام ایسے باریک اشارات کے باب سے ہے جو ارباب سلوک پر کھلتے ہیں اس کے اور ظاہری مطلوب تفسیر کے درمیان تطبیق ممکن ہے یہ کمال ایمان اور خالص معرفت کی نشانی ہے۔ ان صوفیاء کا یہ اعتقاد ہر گز نہیں کہ صرف باطنی معنی مراد ہے اور یہ ظاہری معنی بالکل مراد نہیں۔ یہ باطنیہ ملحدین کا اعتقاد ہے جس کو انہوں نے شریعت کی کلی طور نفی کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ صوفیہ سادات کے بارے میں اس کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جو ظاہری تفسیر کے بغیر قرآن کے اسرار و رموز تک پہنچنے کا دعوی کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسا کہ آدمی گھر کا دروازہ پار کرنے کے بغیر گھر میں داخل ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ ایک مقام پر صوفیانہ تفسیر کے بعد رقمطراز ہیں "تاہم یہ اشارے کے باب سے ہے اس میں نہ ظاہر کو دیکھا جائے گا اور نہ ہی میں اس پر اعتراض کو مناسب سمجھتا ہوں اور نہ ہی اس کو قواعد واصول میں منضبط کیا جا سکتا ہے [23]۔"

دوسرے مقام پر صوفیانہ واشاری تفسیر کے لکھتے ہیں:

"مخفی نہ رہے کہ اس توجیہ کو تفسیر قرار دینا مناسب نہیں ہے بلکہ اشارے کے باب سے قرار دینا مناسب ہے [24]۔"

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"یہ اشارے کے قبیلے سے ہے استدلال کے قبیلے سے نہیں ہے[25] ایک جگہ صوفیانہ تفسیر کے بعد تحریر فرماتے ہیں اگر اس تفصیل کو اشارہ کے باب سے قرار دیا جائے تو معاملہ آسان ہو جائے گا ورنہ پوری بات آپ کے سامنے ہے[26] آگے جا کر ایک مقام پر اشاری تفسیر کے بعد رقمطراز ہیں "ہم نے اشارے کا دعوی کیا ہے اس کو لفظ کا مدلول اور اللہ تعالی کی مراد قرار دینا اس سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں[27]۔"

علامہ آلوسیؒ نے صوفیانہ تفسیر کے جواز پر متعدد دلائل پیش کئے ہیں جن کی دھرانے کی ضرورت نہیں ، دلائل کے باوجود علامہ آلوسیؒ ذوق ووجدان کے ادراکات کو تفسیر کا درجہ نہیں دیتے۔ صوفیانہ تفسیر کے حوالے سے امام آلوسیؒ کا منہج کچھ یوں ہے کہ آپؒ پہلے ظاہر کے مطابق عام تفسیر کرتے ہیں اس کے بعد "ومن باب الاشارۃ" کا عنوان قائم کرکے مخفی اشاروں کی وضاحت کرتے ہیں۔ قرآن کریم کی تفسیر کی ذیل میں امام آلوسیؒ کے صوفیانہ رجحانات ہیں اس مختصر مقالہ میں ان سب کا سمونا محال ہے بلکہ اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے تاہم مشت نمونہ خروار کے طور پر چند مقامات ذکر کئے جاتے ہیں امید ہے کہ ان اقتباسات سے صوفیانہ واشاری تفسیر کے حوالے سے امام آلوسی کی رائے کھل کر سامنے آجائے گی۔

1. **مثال:** بسم اللہ کی "با" کو کسرہ دینے میں یہ فلسفہ ہے کہ اللہ تعالی تک پہنچنے، اس کی رضا اور عاجزی ضروری ہے۔ اگر "با" کے نقطہ کی طرح تواضع اختیار کرلیں تو ایسے مقام پالیں گے جس کو حیلہ وتدبیر سے حاصل نہیں کرسکتے[28]۔
2. **مثال:** سورہ بقرہ کی آیت "وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ "[29] کے تحت اشارے کے باب میں لکھتے ہیں بعام سے مراد حکمت کی روحانی غذا ہے، زمین کے اگانے سے مراد بری خواہشات اور حقیر لذتیں ہیں[30]۔
3. **مثال:** سورہ اٰل عمران کی آیت "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللهَ بِهِ عَلِيمٌ[31] کے تحت اشارہ کے باب میں لکھتے ہیں:

   "بر" یعنی نیکی سے مراد اللہ تعالی کا قرب ہے "مما" سے مراد بعض ہے اس سے نفس کی طرف اشارہ ہے جب اس کو اللہ تعالی کے راستے میں لگا دیا جائے تو بڑے بڑے حجاب ہٹ جاتے ہیں اس کے بعد ہر چیز کا خرچ کرنا آسان ہو جاتا ہے[32]۔"
4. **مثال:** سورہ اٰل عمران کی آیت " وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ "[33] کے تحت لکھتے ہیں:

   "اگر تم اللہ تعالی کے راستے میں محبت کی تلوار سے قتل کردیئے جاؤ، امتحانی موت سے موت آجائے، ان صفات سے مزین کرکے اللہ تعالی کی طرف سے تم پر پردہ ڈال دیا جائے یہ اس سے بہتر ہے جو اہل کثرت جمع کرتے ہیں[34]۔"
5. **مثال:** سورہ النور کی آیت "أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللهُ لَهُ نُوراً فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ[35] کے تحت لکھتے ہیں:

"اندھیرے سے مراد باطل عقائد اور فاسد اعمال ہیں، گہرے سمندر سے مراد کافر کا سینہ اور اس کا دل ہے، پہلی لہر سے مراد اس کے دل پر چھائی ہوئی گمراہی اور جہالت ہے، دوسری لہر سے مراد حق سے منحرف سوچ ہے، بادل سے مراد ایمان سے اعراض اور شہوت ہے[36]۔"

6. **مثال:** سورہ الشعراء کی اس آیت "وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۔[37] کے تحت لکھتے ہیں:

"جب میں گناہوں کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہوں وہ مجھے توبہ کے ساتھ شفا دیتے ہیں[38] یعنی بیماری سے گناہ اور شفا سے توبہ مراد ہے۔"

7. **مثال:** سورہ الطور کی ان آیات "وَالطُّور وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ فِي رَقٍّ مَنْشُورٍ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ"[39] کے تحت لکھتے ہیں:

"طور سے مراد انسان کا قالب، کھلے کاغذ سے قلب، لکھی ہوئی کتاب سے بھید، بیت المعمور سے روح، اونچی چھت سے صفت اور بحر مسجور سے انسان کا نفس مراد ہے[40]۔"

8. **مثال:** سورہ حجرات کی آیت "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ "کے تحت اشارے کے باب میں لکھتے ہیں:

"اس میں آداب کی رعایت، شریعت پر عمل کرنے کے لزوم اور طبیعت کے تقاضوں کے چھوڑنے کی طرف اشارہ ہے[41]۔"

9. **مثال:** سورہ الشعراء کی اس آیت "طسم" [42] کے تحت لکھتے ہیں:

"طا" سے میدان رحمت میں توبہ کرنے والوں کی طرب و مستی "سین" سے وصل کے میدان میں عارفین کا سرور "میم سے قرب کے میدان میں محبین کا مقام مراد ہے[43]۔"

10. مثال: سورہ تکویر کی ان آیات " إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ "کے تحت لکھتے ہیں:

"شمس سے روح، نجوم سے حواس، جبال سے قالب، دس ماہ کی اونٹنی سے قالبی قوٰی، وحشی جانوروں سے برے اخلاق، مراد ہیں[44]۔"

نتائج

صوفیانہ تفسیر کے حوالے سے علماء کے متضاد اقوال ہیں بعض جواز اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔ شیخ آلوسیؒ ایسی صوفیانہ تفسیر کی تایید کرتے ہیں جو اصول شریعت اور سلف کی آراء سے متضاد نہ ہو۔ شیخ آلوسیؒ کبھی صوفیانہ تفسیر صوفیاء اور عارفین سے نقل کرتے ہیں کبھی اپنی طرف سے پیش کرتے ہیں۔ علامہ آلوسیؒ تفسیر اشاری کو تفسیر کا درجہ نہیں دیتے نہ ہی اس سے انکار کو درست سمجھتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

1 ذہبی، محمد بن حسین، التفسیر والمفسرون 1: 250، مکتبہ وھبۃ، 1421ھ/2000ء
2 نفس مصدر
3 مرتضی زبیدی، ابوالفیض محمد بن محمد، تاج العروس من جواہر القاموس 2: 257، مادہ: شور، دار الہدایۃ (س۔ن)
4 ابوداود، سلیمان بن اشعث بن اسحاق، سنن ابی داؤد، حدیث (943) مکتبۃ العصریۃ، بیروت، (س۔ن)
5 سورۃ مریم 19: 29
6 العک، شیخ خالد عبدالرحمن، اصول التفسیر و قواعدہ، :106، دار النفائس، 1406ھ/1986ء
7 زرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن 2: 56، دار الفکر، بیروت، 1416ھ/1996ء
8 سورہ الکہف 18: 65
9 اصول التفسیر و قواعدہ: 203
10 ابن الصلاح، أبو عمرو عثمان بن عبدالرحمن، فتاوی ابن الصلاح 1: 197، مکتبۃ العلوم والحکم، بیروت، 1407ھ/1987ء
11 الزرکشی، أبو عبداللہ بدر الدین محمد بن عبداللہ، البرھان في علوم القرآن 2: 170، دار المعرفۃ، بیروت، 1376ھ/ 1957،
12 بغدادی، ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بن محمد، الفرق بین الفرق: 254، مکتبہ ابن سینا، قاہرہ (س۔ن)
13 سورۃ الحدید 57: 13
14 سورۃ الحجر 15: 99
15 الفرق بین الفرق: 254
16 تفتازانی، نجم الدین عمر بن محمد، شرح العقائد مع بیان الفوئد 2: 527، مکتبہ سید احمد شہید، اکوڑہ خٹک 1425ھ/2004ء
17 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح 4: 204، دار طوق النجاۃ، 1422ھ/2001ء
18 ابویعلی، احمد بن علی التمیمی، الموصلی 9: 80، دار المامون، دمشق، 1404ھ/1984ء
19 سورۃ محمد 47: 24
20 آل شیخ، صالح بن عبدالعزیز، شرح مقدمۃ التفسیر 1: 140، مکتبۃ الفوائد، ریاض (س۔ن)
21 سورۃ الروم 30: 69
22 مناہل العرفان 2: 58
23 تفسیر روح المعانی 1: 49
24 نفس مصدر 20: 153
25 تفسیر روح المعانی 17: 9
26 نفس مصدر 24: 263
27 تفسیر روح المعانی 30: 301

28 نفس مصدر 1: 53

29 سورۃ البقرۃ 2: 61

30 تفسیر روح المعانی 1: 278

31 سورۃ آل عمران 3: 92

32 تفسیر روح المعانی 4: 30

33 سورۃ آل عمران 3: 158

34 تفسیر روح المعانی 4: 130

35 سورۃ النور 24: 40

36 تفسیر روح المعانی 9: 376

37 سورۃ الشعراء 26: 80

38 تفسیر روح المعانی 10: 96

39 سورۃ الطور 52: 1-6

40 تفسیر روح المعانی 14: 43

41 نفس مصدر 26: 176

42 سورۃ الشعراء 26: 1

43 تفسیر روح المعانی 10: 149

44 نفس مصدر 15: 366